فرنٹ لائن سٹیٹ پر نیٹو کا ''دوستانہ'' حملہ

ابھی میمو ایک معمہ بنا ہوا تھا کہ 26 نومبر کو نیٹو کے بمبار ہیلی کاپٹروں نے افغانستان سے پرواز کر کے مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی میں پاکستان سیکورٹی فورسز کی مستقل چیک پوسٹوں سلالہ اور بتانوسر پر فائرنگ کی۔

اپنے ہی اتحادیوں کی طرف سے اس غیر متوقع اور بلا اشتعال بمباری سے وہاں پر تعینات تقریباً 60 پاکستان فوجی بوکھلا گئے۔ بیچاروں نے اسے کسی غلط فہمی کا نتیجہ تصور کرتے ہوئے نیٹو کمانڈر کو فوراً اطلاع دی، مگر انہوں نے تاک تاک کر حملے جاری رکھے۔ جن میں ایک میجر اور ایک کیپٹن سمیت 24 فوجی ہلاک اور بہت سے زخمی ہو گئے۔

''کاد الفقر أن یکون کفراً'' غربت کی آزمائش بھی نہایت سنگین ہوتی ہے۔ افراد کے لیے ان میں سرخرو ہونا اتنا مشکل نہ ہو جتنا یہ ملکوں پر مشکل ہوتا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ شاہد ہے کہ ہمیں امریکی دوستی سے آج تک دھوکے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔

اگر میمو کے ذلت آمیز کیس نے حکمرانوں کو محبِّ وطن قوتوں کے آگے سرنگوں کر دیا ہے، تو یہ بھی اس ''شر'' سے پھوٹنے والی ''خیر'' کی ایک کرن ہے، جس نے سیاسی اور فوجی قائدین کو غیرت وحمیت کے مظاہرے پر آمادہ کیا۔

پاکستان نے امریکہ سے شمسی ایربیس خالی کروایا، نیٹو کی سپلائی لائن بند کر دی اور سب سے بڑھ کر GHQ نے آرڈر جاری کر دیا کہ آئندہ ایسا حملہ ہونے کی صورت میں اعلیٰ قیادت سے پوچھے بغیر فوراً جوابی کارروائی کر لیں۔

ہم ان مردانہ اقدامات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ اسلامی تعلیمات کے مطابق وطن عزیز کی سالمیت اور آزادی پر ہرگز کوئی آنچ نہ آنے دی جائے اور غلامانہ ذہنیت والے لیڈروں پر یہاں کی سرزمین بالکل تنگ کر دی جائے۔

ویسے بھی وہ اپنا سارا سرمایہ اپنے پسندیدہ ملکوں میں ہی اکٹھا کر رہے ہیں، وہیں جا کر گلچھرے اڑاتے رہیں گے اور قوم وقار کے ساتھ جی سکے گی۔

درس قرآن

تراشِ رحمانی در فوائدِ قرآنی

دکتور اسماعیل محمد امین

﴿ یٰبنیٓ اسرآئیل اذكروا نعمتی التیٓ أنعمت علیكم وأنی فضلتكم علی العٰلمین ۝﴾

[البقرة ٤٧] ترجمہ: ''اے اسرائیل کی اولاد! میری ان تمام نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں اور یہ کہ بلاشبہ میں نے تمہیں جہانوں پر فضیلت بخشی تھی۔''

سابقہ آیات سے ربط اور مختصر تفسیر

آیت نمبر ۴۰ سے بنی اسرائیل کے بارے میں کلام کا سلسلہ جاری ہے۔ زیرِ تفسیر آیت مبارکہ میں تکرار کے ساتھ انہیں راہِ راست پر لانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی یاددہانی کی گئی ہے؛ تاکہ گزشتہ باتوں کی مزید تاکید کی جاسکے۔

(یٰبنی اسرائیل) (بنی) اصل میں (بنین) تھا، اضافت کی وجہ سے (نون) حذف ہوا ہے۔ (بنین) اصل میں اولادِ نرینہ کو کہا جاتا ہے؛ لیکن (بنی اسرائیل) سے قبیلہ اور قوم مُراد ہے۔ اور اولادِ اسرائیل میں مرد وزن سبھی شامل ہیں۔

اسرائیل عبرانی لفظ ہے، عربی زبان میں اس کے معنیٰ (عبد اللّٰہ) کے ہیں اور یہ حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہم الصلاۃ والسلام کا لقب یا دوسرا نام ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے؛ جنہوں نے بعد میں بنی اسرائیل کے مشہور قبیلے کی شکل اختیار کی۔ آیت میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود یہود ونصاریٰ اور ان کے بعد آنے والے اہلِ کتاب مراد ہیں۔ مدینہ میں آپ ﷺ کی بعثت کے وقت یہود کے تین مشہور قبیلے بنوقریظہ، بنونضیر اور بنوقینقاع رہتے تھے، ان سے خصوصاً اور بعد والوں سے عموماً مخاطب ہوکر آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کی مکرر دعوت دی جارہی ہے۔ فرمایا(اذكروا نعمتی التی أنعمت علیكم) (ذكر) کے معنیٰ یاد کرنے کے ہیں۔ یعنی میری نعمتوں کو زبان اور دل سے یاد کرو۔ یہاں نعمتوں کا احساس دلا کر جذبۂ شکر پیدا کرنا مقصود ہے اور نعمتوں کی ''یاد'' دل سے اس کا اعتراف، زبان سے اقرار اور اعضاء وجوارح سے اس کے تقاضے پورے کرنے سے ہوتا ہے، اسی کو (شکر) کہتے ہیں۔

(التی أنعمت علیكم) میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام نعمتوں کی نسبت اپنی طرف کرکے یہ بھی واضح فرمایا کہ بندے

پر اللہ کی نعمت محض اس کا فضل وکرم ہوتا ہے، اس میں بندے کا کوئی ذاتی کمال نہیں ہوتا۔ یوں تو انسان پر اللہ کے ان گنت احسانات اور انعامات ہیں، جن کا شمار ممکن نہیں۔ ﴿وإن تعدوا نعمت اللّٰہ لاتحصوھا﴾[ابراھیم ٣٤، النحل ١٨]

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بہت ساری مخصوص نعمتوں سے بھی نوازا تھا، جن کی طرف آیت مبارکہ میں اجمالاً اشارہ ہے؛ جبکہ قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر مفصلاً ذکر فرمایا گیا ہے۔ ان میں رسولوں کی بعثت، فرعون کے پنجہ استبداد سے نجات، من وسلویٰ کا اتارنا، پتھروں سے چشمے جاری کرنا، بادلوں سے سایہ مہیا کرنا اور دینی ودنیوی سیادت وقیادت وغیرہ شامل ہیں۔ مذکورہ تمام نعمتیں نزول قرآن کے زمانے میں موجود بنی اسرائیل کے آباواجداد کو میسر آئی تھیں؛ لیکن جو شرف باپ کو حاصل ہوتا ہے، اس میں بیٹا بھی شرف محسوس کر کے فخر کرتا ہے۔ جس طرح نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں یہودیوں کا طرز عمل تھا۔ اور اس میں یہ تنبیہ بھی مقصود ہے کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کی قدر نہ کریں اور آخری نبی ﷺ پر ایمان نہ لائیں تو تمہیں بھی ایسی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا جس میں تمہارے آباواجداد مبتلا ہو گئے تھے۔

(وأنی فضلتکم علی العالمین) مذکورہ جملے کو (نعمتی) پر عطف کیا گیا اور یہ عطف الخاص علی العام ہے، یعنی نعمتوں کا بالعموم ذکر کرنے کے بعد ایک عظیم نعمت کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔

(العالمین) عالَم کی جمع ہے۔ غیر اللہ یعنی اللہ کی ساری مخلوق کو عالَم کہا جاتا ہے۔ اور عالم (علَم) یعنی نشانی سے مشتق ہے؛ کیونکہ اللہ کی ہر مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور کمال علم کی دلیل اور نشانی موجود ہے۔

وفی کل شئ لہ آیۃ تدل علی أنہ واحد

بنی اسرائیل کو جہاں والوں پر فضیلت ملنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بہت سے رسول بھیجے، کتابیں اتاریں اور انہیں بادشاہت اور علم سے نوازا، جس کی وضاحت قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر آئی ہے۔ ﴿ولقد اٰتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ ورزقناھم من الطیبات وفضلناھم علی العالمین ۞﴾ [الجاثیۃ ١٦] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکم اور نبوت دی اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا فرمایا اور انہیں جہانوں پر فضیلت بخشی۔'' فرمایا ﴿ولقد اخترنا ھم علی علم علی العالمین ۞﴾[الدخان ٣٢] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انہیں علم کی بنا پر جہانوں سے چن لیا۔'' اور فرمایا ﴿وإذ قال موسیٰ لقومہ یٰقوم اذکروا نعمۃ اللّٰہ

علیکم إذ جعل فیکم انبیآء و جعلکم ملوکا و اتاکم مالم یؤت أحداً من العالمین ﴿ [المائدۃ ٢٠]
"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم نعمت الٰہی کو یاد کرو، جب اس نے تم میں انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنادیا اور تمہیں وہ کچھ عطا کیا جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔" بنی اسرائیل کو جہانوں پر فضیلت دینے سے مراد یہ ہے کہ انہیں اپنے زمانے کے دوسرے لوگوں پر مقام ومرتبہ دیا گیا تھا، صرف یہی معنیٰ صحیح ہے؛ کیونکہ امت محمدیہ بنی اسرائیل سے بلا شبہ افضل ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿کنتم خیر أمة أخرجت للناس...... ﴾ [المائدۃ ١١٠] "اے امت محمدیہ! تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے، نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

پھر اس آیت کے بعد اللہ نے اہل کتاب کو ایمان اور اسلام قبول کرنے کی دعوت بھی دی ﴿ولو آمن اهل الکتاب لکان خیراً لهم﴾ [آل عمران ١١٠] مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "أنتم تتمون سبعین أمة، أنتم خیرها و أکرمها علی الله" [المسند ٣/٥، سنن الترمذی ح ٣٠٠١ و حسنه] "تم سترویں امت ہو (یعنی انہتر امتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں، تم سترنمبر پر ہو۔☆) اور ان تمام میں سے اللہ کے ہاں سب سے بہتر اور معزز تم ہو۔" اسی طرح نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے: "خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم"
[البخاری ح٣٦٤٩، مسلم ح٢١٢، الطبری، ابن کثیر، القرطبی، السعدی، ابن العثیمین، التفسیر الصحیح]

آیت مبارکہ سے مستنبط فوائد

فائدہ نمبر۱: ﴿یبنی اسرآئیل اذکروا نعمتی التی أنعمت علیکم﴾ یہ جملہ آیت نمبر۴۰ کے شروع میں گزر چکا ہے؛ لیکن اسے زیر تفسیر آیت میں مکرر ذکر فرما کر تاکیدی طور پر بنی اسرائیل کے خلاف نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان لانے کی فرضیت ثابت کر کے اتمام حجت کر دی۔

☆ "افترقت الیهود علی إحدی وسبعین فرقة...... وافترقت النصاری علی اثنتین وسبعین فرقة...... والذی نفس محمد بیده لتفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقةً، واحدة فی الجنة وثنتان وسبعون فی النار." قیل: "یارسول الله! من هم؟" قال: "الجماعة" [ابن ماجه ٢/ ١٣٢٢ عن عوفؓ] وغیرہ احادیث کی روشنی میں مذکورہ بالا حدیث میں اکائیوں کو نظر انداز کیا گیا ہے، جس کا عرب میں رواج تھا۔ واللہ اعلم (ابو محمد)

فائدہ نمبر۲: قرآن کریم کا مؤثر اسلوب خطاب: (یابنی یعقوب) کے بجائے (یبنی اسرائیل) سے خطاب کیا (اسرائیل) بمعنی (عبد اللہ) کے ذکر میں یہ حکمت ہے کہ اسی لفظ سے ہی ان کو احساس ہو جائے کہ ہم عبد اللہ یعنی کے عبادت گزار بندے کی اولاد ہیں، ہمیں بھی ان کی پیروی میں حق کو قبول کرنا چاہیے۔ جس طرح اگر شریف اور کریم کا بیٹا غیر شریفانہ حرکت کرے، بہادر کا بیٹا بزدلی دکھائے، عالم کا بیٹا علم سے دور رہے تو کہا جاتا ہے: اے شریف کے بیٹے! شرافت اختیار کر، اے بہادر کے بیٹے! بہادری دکھا، اے عالم کے صاحبزادے! علم حاصل کر۔ [ابن کثیر، معارف القرآن]

فائدہ نمبر۳: (اذکروا نعمتی) یہ دراصل شکر کرنے کی تلقین ہے؛ کیونکہ بندہ جب نعمت کو یاد کرے گا، تب وہ شکر ادا کر سکے گا۔ شکر کی بجا آوری کے لیے نعمتوں کی یاددہانی لازمی ہے، جیسا کہ حکم ربانی ہے: ﴿وأما بنعمة ربک فحدث ۞﴾ [الضحیٰ ۱۱] **شکر** کا تقاضا یہ ہے کہ بنی اسرائیل آخری نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی تابعداری کریں۔ [ابن العثیمین، الجزائری]

فائدہ نمبر۴: (أنعمت علیکم) میں یہ بیان ہے کہ بنی اسرائیل کی ساری نعمتیں اللہ پاک کی طرف سے ہیں۔ [ابن العثیمین] بلکہ ساری مخلوقات کا منعم حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ﴿ومابکم من نعمة فمن الله﴾ [النحل ۵۳]

فائدہ نمبر۵: (وأنی فضلتکم علی العالمین) اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر منزل شریعت پر ایمان لانے کی وجہ سے بنی اسرائیل اپنے زمانے میں سب سے افضل لوگ تھے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں نجات دی اور ان کے دشمن فرعون کو غرق کردیا، جس کی تفصیل اگلی آیات میں آرہی ہے۔ اور ان کے دشمن عمالقہ پر انہیں فتح ونصرت عطا فرمائی جو بنی اسرائیل سے جسمانی اور مادی ہر لحاظ سے بہت زیادہ طاقتور تھے اور عمالقہ سے ارض فلسطین چھڑوا کر بنی اسرائیل کے مقدر میں کردیا۔ ارشادِ ربانی ہے: ﴿ادخلوا الأرض المقدسة التی کتب الله لکم﴾ [المائدۃ ۲۱]

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے مزید فرماتے ہیں: ﴿إن الأرض لله یورثها من یشآء من عباده والعاقبة للمتقین ۞﴾ [الاعراف ۱۲۸] ''بے شک یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وہ مالک بنا دے، اور آخر کار کامیابی متقین کی ہوتی ہے۔''

بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والی نصرت اور فضیلت ان کے ایمان اور تقویٰ کے ساتھ مشروط تھی،